اسلامی معاشرہ کے خدّوخال

(نہج البلاغہ کی روشنی میں)

روشن علی *

کلیدی کلمات : اسلامی معاشرہ، نہج البلاغہ، معاشرتی طبقات، سیرت، عدل وانصاف، عادل حکومت۔

خلاصہ :

انسان فطری طور پر اجتماعی زندگی بسر کرتا اور اپنی معاشرتی زندگی کو بہتر سے بہتر بنانے کی سعی کرتا رہا ہے۔ لیکن اُس کی یہ کوشش وحی الٰہی کے سرچشمہ سے سیراب ہونے کے بعد ہی پوری ہو سکتی ہے۔ چنانچہ اس مقالے میں وحی ورسالت کی گود کے پروردہ حضرت علی علیہ السلام کے کلام کی روشنی میں اسلامی معاشرے کے خدو خال اجاگر کیے گئے ہیں۔ نہج البلاغہ کے مطابق اسلامی معاشرہ میں تمام انسان، من حیث الانسان برابر ہیں۔ وہ مساوی معاشرتی حقوق رکھتے ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام انسانوں کو معاشرے کی بنیادی اکائی یعنی خاندان سے تعلق قائم رکھنے کی تلقین فرماتے ہیں۔ آپؑ توحید، قرآن مجید، سیرت رسول اکرم ﷺ اور سیرت اہل بیت اطہار علیہم السلام کی پیروی کو اسلامی معاشرے کے بنیادی اصول قرار دیتے ہیں۔ آپؑ کے نزدیک اسلامی معاشرہ، حسد اور غداری سے پاک ہوتا ہے، اہل معاشرہ علم کی تلاش میں ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ محبت والفت کرتے ہیں۔ عوام کی خدمت، عادلانہ نظام حکومت کا قیام، امن وامان کی برقراری، دین کا احیاء، علم کی قدر دانی، اتحاد ویک جہتی اور معاشرہ کے افراد کی تربیت وغیرہ اسلامی معاشرے کی تشکیل کے اہم ترین مقاصد ہیں۔

مقدمہ

تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ انسان فطری طور پر آغاز خلقت سے ہی اجتماعی زندگی کا خواہاں ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنے آس پاس میں زندگی بسر کرنے والوں سے مختلف نوعیت کے رابطے اور میل وملاپ بڑھانے کی سعی اور تلاش میں رہا ہے۔ اگر دیکھا جائے تو کائنات کی ہر چیز جوڑے کی صورت میں خلق ہوئی ہے۔ اسی فطری اور طبیعی مقصد کو پورا کرنے اور دوسرے موجودات کی نسبت عقل کے نایاب گوہر سے بہرہ مند ہونے کی وجہ سے اپنی اجتماعی اور معاشرتی زندگی کو بہتر سے بہتر بنانے کی تگ ودو میں رہا ہے۔ لیکن جب تک انسان اپنی فکر جولان گاہ کو وحی الٰہی کے چشمہ فیضان سے سیراب نہ کرے انسانیت کے عروج اور سربلندی کے لئے ایک اسلامی معاشرے کی تشکیل بھی ادھوری رہے گی۔ آج اسی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے وحی الٰہی کے چشمہ فیض سے سیراب ہونے والے کائنات کی بے مثال ہستی امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے انمول کلام "**نہج البلاغہ**" کی روشنی میں ایک اسلامی معاشرے پر گفتگو کی جائے۔ نہج البلاغہ امام علی علیہ السلام کا انسانیت کے لیے ایک عظیم تحفہ ہے، جس میں اسلامی اور الٰہی معاشرے کے خدو خال بیان کئے جائیں گے۔ اس مقالہ میں کوشش کی گئی ہے کہ امام علی علیہ السلام کے ہاتھوں

---

*۔ اسٹنٹ پروفیسر وفاقی نظامت تعلیمات، اسلام آباد۔

تشکیل پانے والے معاشرے کی طرف اشارہ کیا جائے نہج البلاغہ کی نورانیت میں جو معاشرہ چاند، ستاروں کی طرح چمکتا نظر آرہا ہے وہ انسان کے ہر اخلاقی، ثقافتی، معاشرتی، سیاسی، معاشی، اور کئی دوسری خصوصیات کو بیان کررہا ہے۔یہ معاشرہ منفرد ہے، یہ اسلامی اور الٰہی معاشرہ ہے۔ اس معاشرہ میں کسی امیر اور غریب کا کوئی فرق نہیں۔ تمام انسان بحثیت انسان برابر ہیں اور ہر ایک کے حقوق متعین ہیں۔اس مقالہ میں معاشرہ کی اہمیت ضرورت و اہمیت کو بیان کیا جائے گا۔ معاشرہ کے بنیادی اصولوں کی وضاحت کی جائے گی اور اس معاشرہ میں رہنے والے ہر فرد کے حقوق جو بیان کیا گیا ہے۔ نہج البلاغہ کی روشنی میں ایک ایسے معاشرے کو تلاش کرنا خود ہی بہت اہمیت کا حامل ہے۔آج کے دور میں تڑپتی ہوئی انسانیت جہاں انسان نما افراد کے ہاتھوں لہولہان ہے، وہیں انسانیت کے دوستداروں کی ہمیشہ یہی کوشش رہی ہے کہ معاشرے کو ہر انداز سے بہتر سے بہتر بناکے انسانیت اور اسکے اقدار کو ہمیشہ کے لئے زندہ اور جاوید رکھا جائے۔

اسلامی معاشرے کی ضرورت و اہمیت

اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر خلقت کے مقاصد اور انسان کی اجتماعی زندگی کے ناقابل انکار پہلوؤں کو ملحوظ نظر رکھا جائے، ایک اسلامی معاشرے کی ضرورت خود بخود عیاں ہو جاتی ہے۔ نہج البلاغہ میں ایک صالح اور اسلامی معاشرے کی تشکیل پر کافی تاکید کی گئی ہے۔چنانچہ امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام فرماتے ہیں:

وَالْزَمُوا السَّوَادَ الاَعْظَم فَإِنَّ يَدَ اللهِ مَعَ الْجَمَاعَةِ وَإِيَّاكُمْ وَالْفُرْقَةَ! فَإِنَّ الشَّاذَّ مِنَ النَّاسِ لِلشَّيْطَانِ، كَمَا أَنَّ الشَّاذَّةَ مِنَ الْغَنَمِ لِلذِّئْبِ۔ (1)

یعنی: ہمیشہ مسلمانوں کے اس بڑے گروہ کے ساتھ پیوستہ رہو یقیناً خدا کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے اور تفرقہ کرنے سے پرہیز کرو کیونکہ اکیلا آدمی شیطان کا نوالا ہوتا ہے، جس طرح اکیلا بھیڑ، بھیڑئے کا شکار ہو جاتا ہے۔

اسلامی افراد کا اجتماع اور معاشرہ سے کٹ کر علیحدہ رہنا اسی طرح شیطان کے حصہ میں چلے جانے کے مترادف ہے، جس طرح ایک بھیڑ اپنے ریوڑ سے جدا ہو کر بھیڑیے کی ضد میں آکر اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہے اسی طرح ایک مسلمان اسلامی معاشرہ سے دور ہو کر اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ لہٰذا ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ مسلمانوں کے اجتماعات میں اپنی زندگی گزارے تاکہ وہ اپنے ایمان کو محفوظ کرسکے اور دنیا وآخرت کی تمام سعادتیں حاصل کرسکے۔ حضرت علی علیہ السلام اجتماعات اور بڑے اسلامی مراکز میں سکونت اختیار کرنے اور ایسے معاشرے سے دوری اختیار کرنے کی، جہاں ظلم و ستم اور خدا کی ذکر و عبادت سے غفلت کی جاتی ہو، تاکید کرتے ہوئے حضرت علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

وَاسْكُنِ الْأَمْصَارَ الْعِظَامَ فَإِنَّهَا جِمَاعُ الْمُسْلِمِينَ وَاحْذَرْ مَنَازِلَ الْغَفْلَةِ وَالْجَفَاءِ وَقِلَّةَ الْأَعْوَانِ عَلَى طَاعَةِ اللهِ (2)

یعنی: "ایسے بڑے بڑے شہروں میں سکونت اختیار کرو جہاں مسلمانوں کی کافی بڑی تعداد پائی جاتی ہو اور ایسے معاشروں میں سکونت اختیار کرنے سے پرہیز کرو جہاں یاد خدا سے غفلت، ظلم کا ساتھ اور خدا کی قلیل عبادت کی جاتی ہو"۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو ایسے شہروں میں سکونت اختیار کرنی چاہیے جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہو، وہاں اسلامی معاشرہ قائم ہو اور اللہ تعالیٰ کی بندگی کی جاتی ہو۔اسی طرح ایک اور مقام پر معاشرہ میں نیک اور صالح لوگوں کے ساتھ روابط قائم رکھنے کی تاکید کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

اِلْصَقْ بِذَوِی الْمُرُوَّاتِ وَالْاَحْسَابِ، وَأَهْلِ الْبُيُوتَاتِ الصَّالِحَةِ، وَالسَّوَابِقِ الْحَسَنَةِ، ثُمَّ أَهْلِ النَّجْدَةِ وَالشَّجَاعَةِ، وَالسَّخَاءِ وَالسَّمَاحَةِ، فَإِنَّهُمْ جِمَاعٌ مِنَ الْكَرَمِ، وَشُعَبٌ مِنَ الْعُرْفِ

یعنی: اپنا رابطہ بلند خاندان، نیک گھرانے، عمدہ روایات والے اور صاحبان ہمت و شجاعت و سخاوت و کرم سے مضبوط رکھو کہ یہ لوگ کرم کا سرمایہ اور نیکیوں کا سرچشمہ ہیں۔(3)

اس قول سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ اسلامی معاشرہ میں رہنے والے افراد بلند خاندان اور نیک گھرانے والے ہوتے ہیں۔ وہ بلند حوصلہ والے اور صاحبانِ شجاعت ہوتے ہیں، جود و سخاوت اور فضل و کرامت کا سرچشمہ ہوتے ہیں، لہٰذا ایسے لوگوں کے ساتھ تعلقات کو بڑھایا جائے اور ان کے ساتھ اپنی زندگی گزاری جائے تاکہ دنیا اور آخرت کی تمام سعادتوں کو حاصل کیا جائے۔

معاشرے کے افراد اور ان کے حقوق و فرائض

معاشرہ میں سکون پذیر لوگوں کے کئی طبقات ہیں اور ہر طبقہ کی اس کی حیثیت کے مطابق ذمہ داریاں اور حقوق بھی جدا جدا ہیں۔امام علی علیہ السلام عوام کے ان طبقات اور ان کے حقوق و فرائض کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

اعلم ان الرعیۃ طبقات لا یصلح بعضها الا ببعض...او سنۃ نبیہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم عھدا منہ عندنا محفوظا۔(4)

یعنی: "اور تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ رعیت و عوام میں کئی طبقات ہیں، جن کی فلاح و بہبود ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے اور وہ ایک دوسرے سے بے نیاز نہیں ہو سکتے۔ ان میں سے ایک طبقہ وہ ہے جو اللہ کی راہ میں کام آنے والے فوجیوں کا ہے، دوسرا طبقہ وہ جو عمومی اور خصوصی تحریروں کا کام انجام دیتا ہے، تیسرا طبقہ انصاف کرنے والے قاضی اور جج ہیں، چوتھا طبقہ حکومت کے وہ عمال ہیں جن سے امن اور انصاف قائم ہوتا ہے، پانچواں طبقہ جزیہ اور خراج دینے والے لوگوں کا ہے چاہے وہ غیر مسلم ذمی ہوں یا مسلمان ہوں، چھٹا طبقہ تاجروں اور صنعتگروں کا ہے، ساتواں طبقہ سب سے پست اور حاجتمند فقیروں اور مسکینوں کا ہے۔ اللہ نے ہر ایک کا حق متعین کر دیا ہے اور اپنی کتاب یا سنت نبوی ﷺ میں اس کی حد بندی کر دی ہے اور وہ مکمل دستور ہمارے پاس موجود ہے۔"

اس قول میں امام علیہ السلام معاشرہ کے افراد کے سات طبقات بیان کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ہر طبقہ کے حقوق اور فرائض کو بھی بیان کیا۔ کے ادنی فرد سے لے کر اعلیٰ فرد تک ہر ایک کی کو دوسرے طبقہ کی ضرورت ہے اور ان تمام کی فلاح و بہبود ایک دوسرے کے ساتھ جڑی ہوئی ہے، ان میں سے کوئی کسی سے بے نیاز نہیں ہے، لہٰذا ان اسلامی معاشرے کے تمام افراد پر لازمی ہے کہ وہ ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھیں۔

اسلامی معاشرے کے بنیادی اصول

ایک چھوٹے سے چھوٹے اجتماع اور جماعت سے لیکر ایک معاشرے تک کی بنیاد کے کچھ اصول اور ارکان ہوتے ہیں اور انہی اصول اور ارکان کو ملحوظ نظر رکھتے ہوئے اس معاشرے کے دوسرے سارے امور انجام پاتے ہیں۔ نہج البلاغہ میں تشکیل پائے جانے والا اسلامی معاشرہ بھی کچھ اہم اصول اور ارکان کی بنیاد پر وجود میں آتا ہے۔ امام علی علیہ السلام نے ہر جگہ ان ارکان کی جانب اشارہ کرتے ہوئے انسان کو اپنے اسلامی معاشرے کی حقیقت سے آشنا کرایا ہے مقالہ کی طوالت سے پرہیز کرتے ہوے یہاں صرف سب اہم اور بنیادی ارکان کی جانب اشارہ کریں گے۔

۱۔ توحید

توحید دوسرے سارے اصول اور ارکان کے لئے سرچشمہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اگر توحید نہ ہو، تو دوسرے سارے ارکان اور خصوصیات بے معنی ہو جاتے ہیں۔ نہج البلاغہ میں ارشاد ہے:

فَاتَّقُوا اللهَ الَّذی أَنْتُمْ بِعَیْنِهِ، وَ نَوَاصیکُمْ بِیَدِهِ، وَ تَقَلُّبُکُمْ فی قَبْضَتِهِ، إِنْ أَسْرَرْتُمْ عَلِمَهُ، وَإِنْ أَعْلَنْتُمْ کَتَبَه قَد وَکَّلَ حَفَظَة کِرَاماً وَ لَا یُثْبِتُونَ بَاطِلاً۔ (5)

یعنی: "اس اللہ سے ڈرو کہ تم جس کی نظروں کے سامنے ہو اور جس کے ہاتھ میں تمہاری پیشانیوں کے بال اور جس کے قبضہ قدرت میں تمہارا اٹھنا بیٹھنا اور چلنا پھرنا ہے، اگر تم کوئی بات مخفی رکھوگے، تو وہ اس کو جان لے گا اور ظاہر کروگے تو اسے لکھ لے گا اور تمہارے اوپر محترم کاتب مقرر کردئے ہیں جو کسی حق کو ساقط نہیں کرتے اور کسی باطل کو ثابت نہیں کر سکتے ہیں۔"

یہ اسلامی معاشرہ کی خصوصیات ہیں کہ جس میں خوف خدا پایا جاتا ہے، کیونکہ ان افراد کو اس بات کا یقین ہے کہ وہ جو کچھ بھی کرتے ہیں ان کے اعمال پر اللہ تعالیٰ خود نگران ہے اور اس کے ساتھ ان کے اعمال پر مقرب فرشتوں کو بھی مقرر کر دیا ہے تو وہ کبھی بھی ایسا کام انجام نہیں دیتے جو اللہ کی ناراضگی کا باعث ہو۔ اسی لیے ایسے افراد کا معاشرہ ایک عظیم معاشرہ بن جاتا ہے۔ امام علی علیہ السلام نہج البلاغہ میں اسی فلسفہ اور حکمت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

یعنی: "پروردگار عالم نے حضرت محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا تاکہ آپ لوگوں کو بت پرستی سے نکال کر عبادت الٰہی کی منزل کی طرف لے آئیں اور شیطان کی اطاعت سے نکال کر رحمان کی اطاعت کرائیں اس قرآن کے ذریعہ سے جسے واضح اور محکم قرار دیا ہے تاکہ بندے خدا کو نہیں پہچانتے ہیں تو پہچان لیں۔" (6)

۲۔ قرآن مجید

نہج البلاغہ میں تقریباً بیس سے زیادہ خطبوں میں تعلیمات قرآن مجید کو عملی جامہ پہنانے پر تاکید کی گئی ہے۔ آپؑ کا اسلامی معاشرہ قرآن کے اصول اور قوانین پر استوار ہے۔ امام علیہ السلام کے ارشادات کے مطابق اسلامی معاشرے کا سب سے بہترین ہادی قرآن ہے۔

وَعَلَیْکُمْ بِکِتَابِ اللهِ، فَإِنَّهُ الْحَبْلُ الْمَتِینُ، وَالنُّورُ الْمُبِینُ، وَالشِّفَاءُ النَّافِعُ وَ العِصمَةُ لِلمُتَمَسِّكِ وَ النَّجَاةُ لِلمُتَعَلِّق... مَن قَالَ بِهِ صَدَقَ وَ مَن عَمِلَ بِهِ سَبَقَ۔ (7)

یعنی: "اور تم پر لازم ہے کہ کتاب خدا پر عمل کرو کہ یہی مضبوط رسی اور روشن نور اور نفع بخش شفا ہے، اس میں پیاس بجھانے والوں کے لیے سیرابی ہے، وہی تمسک کرنے والوں کے لیے جائے پناہ گاہ ہے، وہی رابطہ رکھنے والوں کے لیے ذریعہ نجات ہے... جو اس کے ذریعہ کلام کرے گا وہ سچا ہوگا اور جو اس کے مطابق عمل کرے گا وہ سبقت لے جائے گا۔"

جس معاشرہ کا دستور قرآن کریم بن جائے وہ معاشرہ کتنا عظیم ہوگا۔ کامیابی و کامرانی اس کا مقدر بن جائے گی۔ ایسا معاشرہ ہر میدان میں سبقت لے جائے للذا دنیا اور آخرت کی تمام سعادتیں مل جائیں گی۔ اسی طرح قرآن کو اپنا دستور بنانے والے معاشرے کے بارے میں ایک اور مقام پر امام علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

أَلَا إِنَّ فِیهِ عِلْمَ مَا یَأْتِي، وَالْحَدِیثَ عَنِ الْمَاضِي، وَدَوَاءَ دَائِکُمْ، وَنَظْمَ مَا بَیْنَکُمْ ۔ (8)

یعنی: "اس میں مستقبل کا علم ہے اور ماضی کی داستان ہے تمہارے درد کی دوا ہے اور تمہارے امور کی تنظیم کا سامان ہے۔"

۳۔ سیرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نظر اور عمل کے میدان میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پر عمل کرنا امامؑ کے بیان کردہ اسلامی معاشرے کے اہم ترین ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے ۔آپ علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

"تم اپنے نبیؐ کی ہدایت کی اقتدا کرو کیونکہ یہ افضل ترین ہدایت ہے اور آپکی سنت پر عمل کرو کیونکہ یہ تمام سنتوں سے زیادہ ہدایت یافتہ سنت ہے۔" (9)

آپ علیہ السلام اپنی وصیت میں ارشاد فرماتے ہیں:

"میری وصیت یہ ہے کہ کسی کو اللہ کا شریک قرار نہ دینا اور پ (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی سنت کو ضائع نہ کرنا کہ یہی دونوں دین کے ستون ہیں انہیں کو قائم کرو اور انہیں دونوں چراغوں کو روشن رکھو۔" (10)

۴۔ سیرت اہل بیت اطہار علیہم السلام

لیکن پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ سیرت کو سمجھنے اور اسلامی معاشرے میں اجرا کرنے کے لئے معاشرہ اہلبیت اطہار علیہم السلام کے محتاج ہے ۔امام علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

نَحْنُ الشِّعَارُ وَالأَصْحَابُ، وَالْخَزَنَةُ وَالأَبْوَابُ، ۔۔۔ وَإِنْ صَمَتُوا لَمْ يُسْبَقُوا۔ (11)

یعنی: در حقیقت ہم اہلبیت ہی دین کے نشان اور اس کے ساتھی ہیں، اس کے احکام کے خزانہ دار اور اس کے دروازے ہیں اور ظاہر ہے کہ گھروں میں دروازوں کے بغیر نہیں آیا جا سکتا ہے کیونکہ جو دروازوں کے بغیر داخل ہوتا ہے، وہ چور کہلاتا ہے۔انہیں اہلبیت کے بارے میں قرآن کریم کی عظیم آیات ہیں۔یہی رحمان کے خزانہ دار ہیں، یہ جب بولتے ہیں تو سچ کہتے ہیں اور جب قدم آگے بڑھاتے ہیں تو کوئی ان پر سبقت نہیں لے جا سکتا ہے۔

اسلامی معاشرے کی اہم خصوصیات

نہج البلاغہ کے بیان کردہ اسلامی معاشرے کی بہت سی خصوصیات میں سے صرف چند اہم ترین خصوصیات کو بیان کرنے پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔

ا۔ حسد و غداری سے پاک معاشرہ

امیر المؤمنین علی علیہ السلام حسد سے پاک معاشرہ کے افراد کی خصوصیات اس طرح بیان کرتے ہیں:

"انسان کے مقسوم میں کم یا زیادہ جو کچھ بھی ہوتا ہے اس کا امر آسمان سے زمین کی طرف بارش کے قطروں کی طرح نازل ہوتا ہے۔لہٰذا اگر کوئی شخص اپنے بھائی کے پاس اہل و مال یا نفس کی فراوانی دیکھے تو اس کے لیے فتنہ نہ بنے کیونکہ کسی مسلمان مرد کے کردار میں اگر ایسی پستی نہیں ہے جس کے ظاہر ہو جانے کے بعد جب بھی اس کا ذکر کیا جائے اس کی

نگاہ شرم سے جھک جائے اور پست لوگوں کے حوصلے بلند ہوجائیں اس کی مثال اس کامیاب جواری کی ہے جو جوئے کے تیروں کا پانسہ پھینک کر پہلے ہی مرحلہ میں کامیابی کا انتظار کرتا ہے جس سے فائدہ حاصل ہو اور گذشتہ فساد کی تلافی ہو جائے۔" (12)

اسی طرح آپ علیہ السلام صداقت پر عمل اور غداری سے پرہیز کرنے کی تاکید کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

إن الوفاء توأم الصدق ولا أعلم جنة أوقى منه. ولا يغدر من علم كيف المرجع... من لا حريجة له في الدين۔ (13)

یعنی: اے لوگو! یاد رکھو وفاء ہمیشہ صداقت کے ساتھ رہتی ہےاور میں اس سے بہتر محافظ کوئی سپر نہیں جانتا ہوں اور جسے بازگشت کی کیفت کا اندازہ ہوتا ہے وہ غداری نہیں کرتا ہے۔ہم ایک ایسے دور میں واقع ہوئے ہیں جس کی اکثریت غداری اور مکاری کا نام ہوشیاری رکھ لیا ہے۔اہل جہالت نے اس کا نام حسن تدبیر رکھ لیا ہے۔آخر انہیں کیا ہوگیا ہے، خدا نہیں غارت کرے وہ انسان جو حالات کے الٹ پھیر کو دیکھ چکا ہے وہ بھی حیلہ کے رخ کو جانتا ہے لیکن امر و نہی الٰہی اس کا راستہ روک لیتے ہیں اور وہ مکان رکھنے کے باوجود اس راستہ کو ترک کردیتا ہے اور وہ شخص اس موقع سے فائدہ اٹھالیتا ہے جس کے لیے دین سد راہ نہیں ہوتا۔

۲۔ علمی معاشرہ

اسلامی معاشرہ ایک ایک پہچان اس کا علمی ہونا ہے، جس کی خصوصیات امیر المؤمنین علیہ السلام بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

واعلموا أن عباد الله المستحفظين علمه يصونون مصونه... قد ميزه التخليص، وهذبه التمحيص۔ (14)

یعنی: یاد رکھو! اللہ کے وہ بندے جنہیں اس نے اپنے علم کا محافظ بنایا ہے ,وہ اس کا تحفظ بھی کرتے ہیں اور اس کے چشموں کو جاری بھی کرتے رہتے ہیں۔آپس میں محبت سے ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں اور چاہت کے ساتھ ملاقات کرتے ہیں۔سیراب کرنے والے جاموں سے مل کر سیراب ہوتے ہیں اور پھر سیر و سیراب ہو کر ہی باہر نکلتے ہیں۔ان کے اعمال میں ریب کی آمیزش نہیں ہے اور ان کے معاشرہ میں غیبت کا گذر نہیں ہے۔اسی انداز سے مالک نے ان کی تخلیق کی ہے اور ان کے اخلاق قرار دیے ہیں۔اور اسی بنیاد پر وہ آپس میں محبت بھی کرتے ہیں اور ملتے بھی رہتے ہیں۔ ان کی مثال ان دانوں کی ہے جن کو اس طرح چنا جاتا ہے کہ اچھے دانوں کو لے لیا جاتا ہے اور خراب کو پھینک دیا جاتا ہے۔انہیں اسی صفائی نے ممتاز بنا دیا ہے اور انہیں اسی پرکھ نے صاف ستھرا قرار دے دیا ہے۔

۳۔ باہمی الفت

حضرت علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

" تمہارے چھوٹوں کو چاہیے کہ اپنے بڑوں کی پیروی(احترام) کریں اور بڑوں کا فرض ہے کہ اپنے چھوٹوں پر مہربانی کریں اور خبردار تم لوگ جالیت کے ان ظالموں جیسے نہ ہو جانا جو نہ دین کا علم حاصل کرتے تھے اور نہ اللہ کے بارے میں عقل و فہم سے کام لیتے تھے۔ان کی مثال ان انڈوں کے چھلکوں جیسی جو شتر مرغ کے انڈے دینے کی جگہ پر رکھے ہوں کہ ان کا توڑنا تو جرم ہے لیکن پرورش کرنا بھی سوائے شر کے کوئی نتیجہ نہیں دے سکتا ہے۔" (15)

اسی طرح ایک اور مقام پر اسلامی معاشرے کے افراد کو ایک دوسرے کی مدد کرنے کی تاکید کرتے ہیں:

"اۓ لوگو! یاد رکھو کہ کوئی شخص کسی قدر بھی صاحب مال کیوں نہ ہوجائے اپنے قبیلہ اور ان لوگوں کے ہاتھ اور زبان کے ذریعہ دفاع کرنے سے بے نیاز نہیں ہو سکتاہے۔ یہ لوگ انسان کے بہترین محافظ ہوتے ہیں اس کی پراگندگی کے دور کرنے والے اور مصیبت کے نزول کے وقت اس کے حال پر مہربان ہو تے ہیں۔ پروردگار بندہ کے لیے جو ذکر خیر لوگوں کیء درمیان قرار دیتا ہے وہ اس مال سے کہیں‌زیادہ بہتر ہوتا ہے جس کے وارث دوسرے افراد ہو جاتے ہیں۔" (16)

۴۔ حق وانصاف پر مبنی معاشرہ

نہج البلاغہ میں بیان ہونے والا اسلامی معاشرہ حق مدار ہے حق اور حقیقت پر مبنی ہےاس معاشرے میں زندگی بسر کرنے والے افراد کا معیار اور محور حق ہیں ایسے افراد:

" گواہی طلب کئے جانے سے پہلے حق کااعتراف کرتے ہیں۔" (17)

" حق کی معرفت رکھنے کے ساتھ ساتھ اس پر عمل بھی کرتے ہیں۔" (18)

آپ کی نظر میں بیان و توصیف کے اعتبار سے حق کا دائرہ کافی وسیع ہے لیکن عملی میدان میں کافی تنگ ہے:

" حق مدح سرائی کے اعتبار سے توبہت وسعت رکھتا ہے لیکن انصاف کے اعتبار سے بہت تنگ ہے۔" (19)

۵۔ آزادی

اس میں کوئی شک نہیں کہ آزادای انسان کا پیدایشی حق ہے عصر حاضر میں جتنا آزادی بشر کے بارے میں لکھا اور کہا جاتا ہے شاید ہی انسانی تاریخ کے کسی اور دور میں اس سلسلے میں گفت و شنید ہوئی ہو امام علی علیہ السلام کے اسلامی معاشرے کی سب سے اہم اور بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ وہ ہر طرح کی آزادی سے مالا مال ہے، امام علیہ السلام اس حقیقت کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

لاَتَکُنْ عَبْدَ غَیْرِكَ وَقَدْ جَعَلَكَ اللهُ حُرّاً۔ (20)

کسی کاغلام مت بنو کیونکہ خدانے تمہے آزاد پیدا کیا ہے۔

جب حکمیت کے بارے میں لوگوں کے درمیان اختلاف ہوا تو آپؑ نے فرمایا:

وَلَیْسَ لِی أَنْ أَحْمِلَکُمْ عَلَی مَا تَکْرَهُونَ! ۔ (21)

میں تمہیں کسی ایسی چیز پر آمادہ نہیں کر سکتا ہوں جو تمہیں ناگوار اور ناپسند ہو۔

سیاسی امور میں آزادی کے حوالے سے ارشاد فرماتے ہیں:

أَنِّی لَمْ أُرِدِ النَّاسَ حَتَّی أَرَادُونِی، وَلَمْ أُبَایِعْهُمْ حَتَّی بَایَعُونِی۔ (22)

میں نے خلافت کی خواہش نہیں کی لوگوں نے مجھ سے خواہش کی ہے اور میں نے بیعت کے لئے اقدام نہیں کیا ہے جب تک انہوں نے بیعت کرنے کاارادہ ظاہر نہیں کیا ہے۔

اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

"لوگوں نے میری بیعت کی جس میں نہ کوئی جبر تھا اور نہ اکراہ، بلکہ سب کے سب اطاعت گذار تھے اور مختار۔" (23)

اسلامی معاشرہ کے اغراض و مقاصد

۱۔ عوام کی بھلائی

امام علی علیہ السلام عوام کے ساتھ بھلائی اور خیر خواہی کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

فان شکوا ثقلا ،او علة ،او انقطاع شرب ، او بالة او احالة ارض اغتمرها غرق او اجحف بها عطش خففت عنهم... فان العمران محتمل ماحملته۔ (24)

یعنی: "اگر وہ خراج کی سنگینی یا کسی آفت ناگہانی، یا نہری و بارانی آبپاشی کے ختم ہونے یا زمین کے سیلاب میں گھر جانے یا سیرابی کے نہ ہونے کے باعث اس کے تباہ ہونے کی شکایت کریں تو خراج میں اتنی کمی کرو کہ جس تمہیں ان کے حالات کے سدھرنے کی توقع ہو اور ان کے بوجھ کو ہلکا کرنے سے تمہیں گرانی محسوس نہ ہو۔

کیونکہ ان کو زیر باری سے بچانا ایک ایسا ذخیرہ ہے جو تمہارے ملک کی آبادی اور تمہارے قلمرو حکومت کی زیب و زینت کی صورت میں تمہیں پلٹا دیں گے اور اس کے ساتھ تم ان سے خراج تحسین اور عدل قائم کرنے کی وجہ سے مسرت بے پایاں بھی حاصل کر سکو گے اور اپنے حسن سلوک کی وجہ سے جس کا ذخیرہ تم نے ان کے پاس رکھ دیا ہے تم ان کی قوت کے بل بوتے پر بھروسہ کر سکو گے اور رحم و رافت کے جلو میں جس سیرت عادلانہ کا تم نے انہیں خوگر بنایا ہے اس کے بعد ممکن نہیں ہے کہ ایسے حالات بھی پیش آئیں کہ جن میں تمہیں ان پر اعتماد کرنے کی ضرورت ہو تو وہ انہیں خندہ پیشانی سے جھیل جائیں گے۔"

۲۔ عادل اور صالح حکومت کا قیام

اسلامی معاشرے کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد عادل حکومت کی تشکیل ہے ۔امام علیہ السلام فرماتے ہیں:

لَابُدَّ لِلنَّاسِ مِنْ أَمِیرٍ۔ (25)

لوگوں کے لئے ایک حاکم کا ہونا ضروری ہے۔

امام علی علیہ السلام ابن عباس سے فرماتے ہیں:

واللہ لَھِیَ أَحَبُّ إِلَیَّ من إمرتکم، إلاّ أن أُقیم حقّاً، أَو أَدفع باطلاً۔ (26)

اللہ کی قسم یہ جوتی مجھے تمہاری حکومت سے زیادہ محبوب ہے سوائے اس کے کہ میں اس حکومت کے ذریعے حق کو قائم کروں یا کسی باطل کو دفع کروں۔

ایک اور مقام پر آپ علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

"ملک میں ایک رہبر کی جگہ اس محکم دھاگے کی مانند ہے جو مہروں کو متحد کر کے آپس میں ملاتی ہے اور وہ اگر ٹوٹ جائے گا تو سارا سلسلہ بکھر جائے گا اور پھر ہرگز دوبارہ جمع نہیں ہو سکتا ہے۔" (27)

امام علی علیہ السلام کے اسلامی معاشرے میں غیر صالح حاکم کی کوئی جگہ نہیں ہے کیونکہ رعیت اپنے حاکم کی اتباع کرتی ہے لہٰذا فاجر اور فاسق حاکم کی صورت میں پوری رعیت فاسد ہو جائے گی لیکن صالح اور نیک حاکمیت کی صورت میں معاشرہ بھی صالح اور نیک بن جاتا ہے :

فَلَیْسَتْ تَصْلُحُ الرَّعِیَّةُ إِلاَّ بِصَلاَحِ الْوُلاَةِ۔ (28)

یعنی : "رعایا کی اصلاح تب تک ممکن نہیں ہے جب تک والی صالح نہ ہو۔"

۳۔ عدالت کا قیام

امام علی علیہ السلام کے اسلامی معاشرے کا سب سے بنیادی مقصد اور ہدف یہ ہے کہ معاشرے کے تمام امور میں انسان کی فطرت کے مطابق عدالت الٰہی کا اجرا ہو جائے۔ آپ علیہ السلام عدل کے دائرے کو وسعت بخشتے ہوئے سخاوت کے ساتھ اس کا موازنہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

" عدل امور کو اپنی جگہ پر برقرار رکھتا ہے، لیکن سخاوت امور کو انکی حدود سے خارج کر دیتی ہے۔ عدل ایک عام سیاست گر ہے، لیکن سخاوت کا اثر محدود ہے، اسی لئے عدل جود و سخا کے مقابلے میں بہتر ہے۔" (29)

امام علی علیہ السلام کی نظر میں عدالت ذاتی طور سے ایک نیک اور اچھا کام ہے لہٰذا بغیر کسی دستور الٰہی کے بھی انسان کو عدالت اجرا کرنی چاہیے :

أَنْصِفُوا النَّاسَ مِنْ أَنْفُسِكُمْ۔ (30)

یعنی : "لوگوں کے ساتھ انصاف کرو یہاں تک کہ اپنے آپ سے بھی انہیں انصاف دلاؤ۔"

عدل کو دائرے کو مزید وسعت دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں :

اتقوا اللہ فی عبادہ و بلادہ فانکم مسئولون حتی عن البقاع و البہائم۔ (31)

یعنی : "لوگو ! خدا کے بندوں اور اس کے شہروں کے معاملے میں تقوی اختیار کرو کیونکہ تم سے حتیٰ کہ زمین کے خطوں اور جانوروں کے بارے میں بھی سوال کیا جائے گا۔"

آہ ! کیا ہی وہ عظیم معاشرہ ہوگا جس میں انسانوں کے ساتھ زمین کے خطوں جانوروں درختوں اور گھاس وغیرہ کا بھی خیال رکھا جاتا ہو۔ اسی لئے حکومت کا سب سے بنیادی کام اپنے تمام امور میں عدالت اور انصاف کا اجرا کرنا ہے :

وَلْيَكُنْ أَحَبَّ الأُمُورِ إِلَيْكَ أَوْسَطُهَا فِي الْحَقِّ، وَأَعَمُّهَا فِي الْعَدْلِ، وَأَجْمَعُهَا لِرِضَى الرَّعِيَّةِ۔ (32)

تمہاری نظر میں سب سے پسندیدہ کام وہ ہونا چاہئے جو حق کے مطابق ہو جس میں عدل عمومی ہو اور زیادہ سے زیادہ سے رعایا کی خوشنودی کا باعث ہو !

دوسری جگہ ملکی سطح پر عدالت اجرا کرنے کو حکام کی آنکھوں کی ٹھنڈک سے تعبیر کرتے ہیں :

وَإِنَّ أَفْضَلَ قُرَّةِ عَيْنِ الْوُلاَةِ اسْتِقَامَةُ الْعَدْلِ فِي الْبِلاَدِ، وَظُهُورُ مَوَدَّةِ الرَّعِيَّةِ۔ (33)

بے شک حکام اور والیوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ملکی سطح پر عدالت کا قائم کرنا اور رعایا کے دلوں کو اپنی طرف جذب کرنا ہے۔

امن کا قیام

امن کا قیام نہ فقط عالم انسانیت کا ایک اہم مقصد ہے بلکہ عالم حیوانات میں بھی یہ چیز ہر جانور، پرندے اور حشرات کے لئے اہمیت کی حامل ہے۔ عصر حاضر کے سب سے اہم مسائل میں سے ایک مسئلہ قیام امن ہی ہے۔امام علی علیہ السلام کے اس خوبصورت اسلامی معاشرے میں زندگی بسر کرنے والے تمام افراد امن وامان کی لذت کو درک کرتے ہیں:

"تاکہ تیرے ستم رسیدہ بندوں کو امن وامان حاصل ہو جائے۔" (34)

اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

"اور خبر دار کسی ایسی دعوت صلح کا انکار نہ کرنا جس کی تحریک دشمن کی طرف سے ہو اور جس میں مالک کی رضامندی پائی جاتی ہو کہ صلح کے ذریعہ فوجوں کو قدرے سکون مل جاتا ہے اور تمہارے نفس کو بھی افکار سے نجات مل جائے گی اور شہروں میں بھی امن و امان کی فضا قائم ہو جائے گی۔" (35)

اسی طرح سے شریعت اسلامی کے نفاذ کا ایک مقصد امنیت اور سلامتی بتلاتے ہیں:

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی شَرَعَ الْاَسْلَامَ فَسَهَّلَ شَرَائِعَهُ لِمَنْ وَرَدَهُ، وَأَعَزَّ أَرْكَانَهُ عَلَى مَنْ غَالَبَهُ، فَجَعَلَهُ أَمْناً لِمَنْ عَلِقَهُ، وَسِلْماً لِمَنْ دَخَلَهُ۔ (36)

یعنی: "تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے کہ جس نے شریعت اسلام کو جاری کیا اور اس (کے سرچشمہً) ہدایت پر اترنے والوں کے لیے اس کے قوانین کو آسان کیا، اور اس کے ارکان کو حریف کے مقابلے میں غلبہ و سرفرازی دی چنانچہ جو اس سے وابستہ ہو اس کے لیے امن جو اس میں داخل ہو اس کے لے صلح و آشتی۔"

دین کا احیاء

نہج البلاغہ کی دنیا میں تشکیل پانے والے اسلامی معاشرے کی ایک اور بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ یہ دین خدا کے احیاء والا معاشرہ ہے۔ آپ معاشرے میں اٹھائے گئے کسی بھی سیاسی، اجتماعی یا فوجی اقدامات کی وجہ نفاذ قانون اور شریعت ہی بتلاتے ہیں آپ خالق کائنات کے ساتھ مناجات کرتے ہوئے اس بات کی جانب اشارہ کرتے ہیں:

اللَّهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ اَنَّهُ...الْمُعَطَّلَةُ مِنْ حُدُودِكَ۔ (37)

یعنی: "بار الٰہا! تو خوب جانتا ہے کہ یہ جو کچھ بھی ہم سے (جنگ و پیکار کی صورت میں) ظاہر ہوا اس لیے نہیں تھا کہ ہمیں تسلط و اقتدار کی خواہش تھی یا مال دنیا کی طلب تھی بلکہ یہ اس لیے تھا کہ ہم دین کے نشانات کو پھر ان کی جگہ پر پلٹائیں اور تیرے شہروں میں امن و بہبودی کی صورت پیدا کریں تاکہ تیرے ستم رسیدہ بندوں کو کوئی کھٹکا نہ رہے اور تیرے وہ احکام پھر سے جاری ہو جائیں جنہیں بیکار بنا دیا گیا ہے۔"

آزادی

اسلامی معاشرہ کے تمام افراد کو اپنے خیالات کے اظہار اور حق بات کے مشورہ کی حق آزادی حاصل ہے۔ وہ بلا خوف و خطرہ اور بلا تفریق ہر ایک کو حق و عدل کی باتیں کر سکتے ہیں:

وَ لا تَظُنُّوا بِي اسْتِثْقالاً فِي حَقٍّ قِيلَ لِي، وَلا الْتِماسَ إِعْظامٍ لِنَفْسِي، فَإِنَّهُ مَنِ اسْتَثْقَلَ الْحَقَّ انْ يُقالَ لَهُ، اَوِالْعَدْلَ انْ يُعْرَضَ عَلَيْهِ كانَ الْعَمَلُ بِهِما اَثْقَلَ عَلَيْهِ، فَلا تَكُفُّوا عَنْ مَقالَةٍ بِحَقٍّ اَوْ مَشُورَةٍ بِعَدْلٍ۔ (38)

یعنی: "میرے متعلق یہ گمان نہ کرو کہ میرے سامنے کوئی حق بات کہی جائے گی تو مجھے گراں گزرے گی اور نہ یہ خیال کرو کہ میں یہ درخواست کروں گا کہ مجھے بڑھا چڑھا دو کیونکہ جو اپنے سامنے حق کے کہے جانے اور عدل کے پیش کئے جانے کو بھی گراں سمجھتا ہو اسے حق اور انصاف پر عمل کرنا کہیں زیادہ دشوار ہوگا تم اپنے کو حق کی بات کہنے اور عدل کا مشورہ دینے سے نہ روکو۔"

دشمن کے ساتھ بد سلوکی سے پرہیز

امام علیہ السلام السلام اسلامی معاشرہ کے افراد کو اخلاق و تہذیب سکھاتے ہوئے انہیں دشمن کے ساتھ بد سلوکی سے منع کرتے ہیں:

"میں تمہارے لئے اس چیز کو پسند نہیں کرتا کہ تم گالیاں دینے لگو اگر تم ان کے کرتوت کھولو اور ان کے صحیح حالات پیش کرو، تو یہ ایک ٹھکانے کی بات اور عذر تمام کرنے کا صحیح طریق کار ہوگا۔ تم گالم گلوچ کے بجائے یہ کہو کہ خدا یا ہمارا بھی خون محفوظ رکھ اور ان کا بھی، اور ہمارے اور ان کے درمیان اصلاح کی صورت پیدا کر اور انہیں گمراہی سے ہدایت کی طرف لا تاکہ حق سے بے خبر، حق کو پہچان لیں اور گمراہی و سرکشی کے شیدائی اس سے اپنا رخ موڑ لیں۔" (39)

علم کی قدر دانی

امام علی علیہ السلام کا اسلامی معاشرہ علم و دانش سے مالا مال ہے۔آپؑ علم اور صاحبان علم کی قدر و منزلت کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

النَّاسُ ثَلَاثَةٌ فَعَالِمٌ رَبَّانِيٌّ وَ مُتَعَلِّمٌ عَلَى سَبِيلِ نَجَاةٍ وَ هَمَجٌ رَعَاعٌ أَتْبَاعُ كُلِّ نَاعِقٍ يَمِيلُونَ مَعَ كُلِّ رِيحٍ لَمْ يَسْتَضِيئُوا بِنُورِ الْعِلْمِ وَ لَمْ يَلْجَئُوا إِلَى رُكْنٍ وَثِيقٍ۔ (40)

یعنی: "لوگ تین طرح کے ہوتے ہیں: خدار سیدہ عالم، راہ نجات پر چلنے والا طالب علم اور عوام الناس کا وہ گروہ جو ہر آواز کے پیچھے چل پڑتا ہے اور ہر ہوا کے ساتھ لہرانے لگتا ہے۔ اس نے نہ نور کی روشنی حاصل کی ہے اور نہ کسی مستحکم ستون کا سہارا لیا ہے۔"

نیز اپنے معاشرے کو مثالی بنانے کے لئے لوگوں کو علم و دانش حاصل کرنے کی ترغیب کر رہے ہیں:

"تمہیں چاہئے کہ علم کی طرف بڑھو قبل اس کے کہ اس کا (ہرا بھرا) سبزہ خشک ہو جائے اور قبل اس کے کہ اہل علم سے علم سیکھنے میں اپنے ہی نفس کی مصروفتیں حائل ہو جائیں۔" (41)

اتحاد ویک جہتی کا قیام

اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک معاشرے اور قوم کی ترقی ، سعادت اور بلند اہداف ایک دوسرے کے تعاون اور اتحاد کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتے نوع بشر کی دوام اور نسل کی بقاء کا اساسی اور بنیادی عامل اتحاد اور اتفاق ہی ہے، کیونکہ اجتماعی زندگی کی بقاء کا اہم راز اتحاد میں ہی پوشیدہ ہے۔ اسلامی معاشرے کی ایک اہم خصوصیت لوگوں کا آپس میں اتحاد اور بھائی چارہ ہے، شاید پوری کائنات میں امام علیہ السلام السلام سے بڑھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کوئی ایسا شخص ہی نہیں ملے گا جس نے اتحاد کے لئے انتھک جدوجہد اور عظیم قربانیاں دی ہوں:

"امت کی شیرازہ بندی اور اس کے اتحاد کے لئے مجھ سے زیادہ خواہش مند کوئی نہیں ہے۔" (42)

ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں: فَانْظُرُوا إِلَى مَوَاقِعِ نِعَمِ اللهِ سُبْحَانَهُ عَلَيْهِمْ حِينَ بَعَثَ إِلَيْهِمْ رَسُولاً، فَعَقَدَ بِمِلَّتِهِ طَاعَتَهُمْ، وَجَمَعَ عَلَى دَعْوَتِهِ أُلْفَتَهُمْ۔ (43) یعنی: "دیکھو! کہ اللہ نے ان پر کتنے احسانات کئے ہیں کہ ان میں اپنا رسول بھیجا کہ جس نے اپنی اطاعت کا انہیں پابند بنایا اور انہیں ایک مرکز وحدت پر جمع کر دیا۔"

نیز فرماتے ہیں: "رسول اکرم ﷺ نے اوامر الٰہیہ کو واضح انداز سے پیش کر دیا اور اس کے پیغامات کو پہونچادیا۔ اللہ نے آپ کے ذریعہ انتشار کو مجتمع کیا۔ شگاف کو بھر دیا اور قرابتداروں کے افتراق کو انس میں تبدیل کر دیا حالانکہ ان کے درمیان سخت قسم کی عداوت اور دلوں میں بھڑک اٹھنے والے کینے موجود تھے۔" (44)

معاشرہ کے افراد کی تربیت

امام علی علیہ السلام کی نظر میں اسلامی حکومت کی سب سے اہم ذمہ داری عوام اور معاشرے کی تربیت کرنا ہے:

أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ لِي عَلَيْكُمْ حَقّاً، وَلَكُمْ عَلَيَّ حَقٌّ: فَأَمَّا حَقُّكُمْ عَلَيَّ: فَالنَّصِيحَةُ لَكُمْ، وَتَوْفِيرُ فَيْئِكُمْ عَلَيْكُمْ، وَتَعْلِيمُكُمْ كَيْلا تَجْهَلُوا، وَتَأْدِيبُكُمْ كَيْما تَعْلَمُوا۔ (45)

یعنی: "اے لوگو! ایک تو میرا تم پر حق ہے، اور ایک تمہارا مجھ پر حق ہے کہ میں تمہاری خیر خواہی پیش نظر رکھوں اور بیت المال سے تمہیں پورا پورا حصہ دوں اور تمہیں تعلیم دوں تاکہ تم جاہل نہ رہو اور اس طرح تمہیں تہذیب سکھاؤں، جس پر تم عمل کرو۔"

امام تربیت کے اس دائرے کو صرف رعایا اور عوام کی تربیت تک محدود نہیں کرتے بلکہ سب سے پہلے خود قائد اور رہبر کو اپنی ذات کی تربیت کرنے کی تلقین کرتے ہیں:

"جو شخص اپنے کو قائد ملت بنا کر پیش کرے اس کا فرض ہے کہ لوگوں کو نصیحت کرنے سے پہلے اپنے نفس کو تعلیم دے اور زبان سے تبلیغ کرنے سے پہلے اپنے عمل سے تبلیغ کرے اور یہ یاد رکھے کہ اپنے نفس کو تعلیم و تربیت دینے والا دوسروں کو تعلیم و تربیت دینے والے سے زیادہ قابل احترام ہوتا ہے۔" (46)

حقوق کا تحفظ

ہر ذی شعور انسان جب اس دنیا میں قدم رکھتا ہے تو وہ یہ محسوس کرتا ہے کہ اس معاشرہ میں اس پر کچھ ذمہ داریاں اور فرائض عائد ہوتے ہیں اور اسی طرح اس کے بھی اس معاسرہ میں کچھ حقوق ہیں چاہے وہ انفرادی حقوق ہوں یا اجتماعی ہوں۔ ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امیر المؤمنین علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

لا یجری لاحد الا جری علیه و یجری علیه الا جری له۔ (47)

یعنی: "دو آدمیوں میں ایک کا حق دوسرے پر اس وقت ہوتا ہے، جب دوسرے کا حق بھی اسی پر ہوتا ہے۔ اسی طرح دوسرے کا حق بھی اس پر تب ہوتا ہے جب اس کا حق بھی اس پر ہو۔"

اسی طرح حقوق ادا کرنے والے معاشرے کے باری میں ارشاد فرماتے ہیں:

"جب عوام حکومت کے حقوق ادا کرے اور حکومت بھی عوام کے پورے حقوق ادا کرے تو ان میں حق باوقار ہوگا، دین کی راہیں قائم ہو نگی، عدل و انصاف کے نشانات برقرار ہو جائیں گے، سنتیں اپنے ڈھرے پر چل نکلیں گی، زمانہ سدھر جائے گا، بقائے سلطنت کی توقعات پیدا ہو جائیں گی اور دشمن کی حرص و طمع مایوسی میں بدل جائے گی۔" (48)

حوالہ جات

۱۔ شیخ محمد عبدہ، شرح نہج البلاغۃ، جلد ۱، خطبہ ۱۲۷، ص۲۶۱
۲۔ ایضاً، جلد ۲، مکتوب ۶۹ ص ۱۳۵
۳۔ ایضاً مکتوب ۵۳، ص ۹۲
۴۔ ایضاً، مکتوب ۵۳، ۹۲-۹۳
۵۔ جلد ۲، خطبہ ۱۸۳، ص ۳۶۹
۶۔ جلد ۱، خطبہ ۱۴۷، ص ۲۸۴
۷۔ جلد ۱، خطبہ ۱۵۶، ص ۳۰۳
۸۔ ایضاً خطبہ ۱۵۸، ص ۳۰۸
۹۔ ایضاً خطبہ ۱۱۰، ص ۲۳۳
۱۰۔ ایضاً خطبہ ۱۴۹، ص ۲۸۷
۱۱۔ ایضاً خطبہ ۱۵۴، ص ۲۹۷-۲۹۸
۱۲۔ ایضاً خطبہ ۲۳، ص ۶۷
۱۳۔ ایضاً خطبہ ۴۱، ص ۱۰۰-۱۰۱
۱۴۔ ایضاً خطبہ ۲۱۴، ص ۴۵۶-۴۵۷
۱۵۔ ایضاً خطبہ ۱۶۶، ص ۳۳۲
۱۶۔ خطبہ ۲۳، ص ۶۹
۱۷۔ ایضاً خطبہ ۱۹۳، ص ۴۲۴
۱۸۔ ایضاً خطبہ ۸۷، ص ۱۶۶
۱۹۔ ایضاً خطبہ ۲۱۶، ص ۴۵۹
۲۰۔ جلد ۲، قول ۱، ص ۱۴۳
۲۱۔ جلد ۱، خطبہ ۲۰۸، ص ۴۴۸
۲۲۔ جلد ۲، مکتوب ۵۴، ص ۱۱۵
۲۳۔ ایضاً، مکتوب ۱، ص ۳
۲۴۔ ایضاً ص ۱۰۰
۲۵۔ جلد ۱، خطبہ ۴۰، ۱۰۰
۲۶۔ ایضاً، خطبہ ۳۳، ص ۸۹
۲۷۔ ایضاً، خطبہ ۱۴۶، ص ۲۸۳
۲۸۔ ایضاً، خطبہ ۲۱۶، ص ۴۶۰
۲۹۔ ایضاً، قول ۳۴۷، ص ۲۴۸
۳۰۔ ایضاً، مکتوب ۵۳، ص ۸۸
۳۱۔ جلد ۱، خطبہ ۱۶۷، ص ۳۳۵
۳۲۔ جلد ۲، مکتوب ۵۳، ص ۸۸
۳۳۔ جلد ۲، مکتوب ۵۳، ص ۹۵
۳۴۔ جلد ۱، خطبہ ۱۳۱، ص ۲۶۷
۳۵۔ جلد ۲، مکتوب ۵۳، ص ۱۰۹
۳۶۔ جلد ۱، خطبہ ۱۰۶، ص ۲۱۹-۲۲۰
۳۷۔ جلد ۱، خطبہ ۱۳۱، ص ۲۶۷
۳۸۔ جلد ۱، خطبہ ۲۱۶، ص ۴۶۳
۳۹۔ جلد ۱، خطبہ ۲۰۶، ص ۲۴۶-۲۴۷
۴۰۔ جلد ۲، قول ۱۴۷، ص ۱۷۸
۴۱۔ جلد ۱، خطبہ ۱۰۵، ص ۲۱۹
۴۲۔ جلد ۲، مکتوب ۸۷، ص ۱۴۲
۴۳۔ جلد ۱، خطبہ ۱۹۲، ص ۴۱۳
۴۴۔ جلد ۱، خطبہ ۲۳۱، ص ۴۸۹
۴۵۔ جلد ۱، خطبہ ۳۴، ص ۹۲-۹۳
۴۶۔ جلد ۲، قول ۳۷، ص ۱۵۷
۴۷۔ جلد ۱، خطبہ ۲۱۶، ص ۴۵۹
۴۸۔ ایضاً ص ۴۶۰